وہابیوں کی
حدیث سے بیزاری
مع
گنبد خضرا سے چڑ
ترتیب
خلیل احمد رانا
مجلس رضا
مرکزی
MARKAZI MAJLIS-E-REZA

وہابیوں کی
حدیث سے بیزاری
مع
گنبد خضراء سے چڑ

ترتیب
خلیل احمد رانا

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللہ

سلسلہ اشاعت نمبر 68

نام کتاب	:	وہابیوں کی حدیث سے بیزاری مع گنبدِ خضراء سے چڑ
ترتیب	:	خلیل احمد رانا
صفحات	:	48
تعداد	:	1100
اشاعت اول	:	اکتوبر 2023ء
فون نمبر	:	03214477511

ملنے کا پتہ

دفتر مرکزی مجلس رضا مسلم کتابوی

گنج بخش روڈ داتا دربار مارکیٹ لاہور

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۵۶ھ) اپنی کتاب ''الادب المفرد'' میں ایک حدیث لائے ہیں کہ :

''ابن عمر کا پاؤں سُن ہو گیا تو ایک شخص نے اُن سے کہا، جو آدمی آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہو اس کا نام لیجئے، انہوں نے کہا ''یا محمد''۔

(الادب المفرد، اُردو، مترجم سید عبدالقدوس ہاشمی ندوی، مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی)

کتاب ''الادب المفرد'' کے عربی، اُردو جتنے نسخے شائع ہوئے اور جتنے بھی عربی قلمی نسخے دستیاب ہیں، ان سب میں اس حدیث کے الفاظ میں ''یا محمد'' لکھا ہوا ہے۔

''یا محمد'' کے الفاظ سے بعض لوگوں کو چودہ سو سال بعد تشویش ہوئی کہ یہ کیسے الفاظ حدیث میں لکھے ہوئے ہیں، ایسا کہنا تو شرک ہے، حدیث کو کتاب سے نکالیں یا کوئی اور کرتب دکھائیں ، اَب ان لوگوں نے حدیث کے الفاظ میں یہ کرتب دکھایا کہ ۱۳۷۵ھ میں قاہرہ (مصر) کے مکتبہ سلفیہ سے ''الادب المفرد'' کا ایک نسخہ شائع کیا، جس میں ''یا محمد'' کی جگہ صرف ''محمد'' لکھ دیا، (اس کا عکس ہم نے آخر میں دے دیا ہے)، بعد میں اسی نسخہ کا عکس مکتبہ سلفیہ، سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ پاکستان کے وھابیوں نے شائع کیا، اور کہا کہ دیکھو جی الادب المفرد کے ایک نسخہ میں یا محمد کی بجائے صرف ''محمد'' بھی لکھا ہوا ہے، آخرت سے بے خوف ان لوگوں نے اس حدیث کے الفاظ کو متنازع بنانے کا گھناؤنا کھیل کھیلا، ایسے لوگ اپنے آپ کو اہل حق بھی کہتے ہیں ۔ راقم نے قاہرہ کے مطبوعہ نسخہ کو انٹرنیٹ سے ڈاؤن لوڈ کیا، دیکھا تو واقعی

وہاں صرف ''محمد'' ہی لکھا ہے، لیکن بعد میں کسی نے بال پوائنٹ سے ساتھ ''یا'' بھی لکھ دیا، یہی نسخہ انٹرنیٹ پر ہے، راقم نے کافی سارے عربی نسخے ڈاؤن لوڈ کیئے، سب میں ''یا محمد'' ہی لکھا ہوا ہے، دو قلمی نسخے بھی ڈاؤن لوڈ کیئے اِن بھی ''یا محمد'' ہی لکھا ہوا ہے، (آخر میں ان کا عکس دے دیا ہے)۔

پاکستان کے وھابیہ نے ۲۰۱۷ء میں ''الادب المفرد'' کا ایک اُردو ترجمہ شرح کے ساتھ ''فضل اللہ الاحد اُردو شرح الادب المفرد'' کے نام سے ''انصار السنہ پبلی کیشنز لاہور، اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ اُردو بازار لاہور سے شائع کیا، یہ نسخہ بھی انٹرنیٹ پر موجود ہے، اس مطبوعہ نسخے میں حدیث کا جو ترجمہ اور تبصرہ کیا ہے اس میں تحریف اور زبردستی نتیجہ اخذ کرنا ملاحظہ فرمائیں :

''حدثنا ابو نعیم قال حدثنا سفیان عن ابی اسحاق عن عبدالرحمن بن سعد قال خدرت رجل ابن عمر فقال له رجل اذکر احب الناس الیك ، فقال محمد''

ترجمہ۔ عبدالرحمٰن بن سعد سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا تو ان سے ایک آدمی نے کہا: اپنے محبوب ترین شخص کا نام لو (تو ٹھیک ہو جائے گا) انہوں نے کہا محمد ﷺ۔

فائدہ : اس روایت کی سند ضعیف ہے، کسی آدمی کا نام مدد حاصل کرنے کی نیت سے لیا جائے گا تو یہ صریح شرک ہوگا، پریشانی کے وقت صرف اللہ تعالیٰ کو پکارا جائے۔

قارئین ملاحظہ فرمائیں! حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ ایک آدمی جس نے کہا اپنے محبوب ترین شخص کا نام لو (تو ٹھیک ہو جائے گا)، اس آدمی نے یہ نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ کا نام لو، بلکہ اس نے کہا اپنے محبوب ترین شخص کا نام لو تو ٹھیک ہو جائے گا، حضرت ابن عمر نے بھی یا اللہ مدد نہیں کہا بلکہ کہا یا محمد ﷺ۔

لیکن ''فائدہ'' میں وہابیہ نے اپنا عقیدہ ٹھونسنے کی حرکت کی کہ ''کسی آدمی کا نام مدد حاصل کرنے کی نیت سے لیا جائے گا تو یہ صریح شرک ہوگا'' پریشانی کے وقت صرف اللہ تعالیٰ کو پکارا جائے۔

یہ تو صاف طور پر صحابی رسول ﷺ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما پر اعتراض ہے کہ اُن کو یہ علم ہی نہیں تھا کہ پریشانی کے وقت مدد حاصل کرنے کی نیت سے کسی آدمی کا نام لینے سے شرک ہوجاتا ہے۔ یہ لوگ صاف کہہ رہے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ شرک کیا (نعوذ باللہ)

اسلام کے نام نہاد ٹھیکیداروں اور اہل حدیث کہلوانے والوں نے حدیث میں تحریف کی، ''یا محمد'' کی بجائے صرف ''محمد'' لکھا، دوسری بات یہ کی کہ یہ حدیث ضعیف ہے، کیا بات ہے ان کی تحقیق اور ریسرچ کی، قارئین ہم یہی سند صحیح بخاری سے ثابت کرتے ہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

سند : حدثنا ابو نعیم عن سفیان عن ابی اسحاق

صحیح بخاری، کتاب الاذان، حدیث ۶۹۰

وھابیوں نے بھی یہی سند لکھی ہے، اس حدیث میں ایک راوی عبدالرحمٰن بن سعد ہے، یہ بھی بخاری کا راوی ہے۔

'' بخ (یعنی بخاری) : عبدالرحمان بن سعد القرشی العدوی مولی ابن عمر، کوفی

(تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، جلد السابع عشر، ص ۱۴۲)

تہذیب الکمال کے ص ۱۴۳ پر عبدالرحمان بن سعد راوی والی سند کو مختصراً لکھا جو کہ بخاری کی سند ہے۔

''عن ابی نعیم، عن سفیان، عن ابی اسحاق''

اھل سنت کا عقیدہ

''الادب المفرد'' کی حدیث کے بارے میں ہمارا وہی عقیدہ ہے جو حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ کا ہے، وہ فرماتے ہیں :

''کانه رضی اللہ تعالیٰ عنه قصد به اظهار المحبة فی ضمن الاستغاثة''

(شرح شفا، ملا علی قاری، ص ۴۳)

ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے ''یا محمداہ'' لکھا ہے، (ملا علی قاری کی عبارت کا عکس آخر میں دے دیا ہے) اس میں الف استغاثہ کے لئے ہے جو منادی پر داخل ہوتا ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کہ نداء کرنے والا اس شخص سے فریاد کرتا اور مدد کا طلب گار ہوتا ہے جسے وہ پکار رہا ہے۔ گویا سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے استغاثہ کے ضمن میں اظہار محبت کا قصد کیا ہے۔

نام نہاد توحید کے ٹھیکیدار وہابیہ بتائیں کہ کیا پاؤں سن ہونے کا علاج ''یا محمد'' پکارنا ہے؟

کیا یہ علاج اسباب عادی سے ہے؟ یعنی کیا یہ علاج ما تحت الاسباب ہے؟ یعنی اسباب کے تحت ہے؟ نہیں ہے ناں، تو پھر یہ علاج مافوق الاسباب سے ہوا، لیکن وہابیہ کہتے ہیں کہ مافوق الاسباب یعنی اسباب سے مافوق امور میں پکارنا تو غیر اللہ کے لئے شرک ہے۔ تو کیا صحابی رسول نے شرک کیا ؟

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام استغاثہ کرتے اور آپ ﷺ سے مدد مانگتے تھے، الحمد للہ ہمارا وہی عقیدہ ہے جو بزرگان اسلام کا ہے۔

بعض ہوشیار وھابی کہہ دیتے ہیں کہ صحابی نے صرف شوق ومحبت میں پکارا تھا، لیکن حدیث پڑھ کر سوال اُٹھتا ہے کہ :

کیا صحابی نے بس ویسے ہی محبت میں ''یا محمد'' پکارا تھا، یا کسی وجہ سے پکارا تھا، کوئی حاجت تھی یعنی کسی تکلیف میں مبتلا تھے ؟

حدیث شریف سے پتا چلتا ہے کہ اُن کے پاؤں میں تکلیف تھی یعنی سن ہو گیا تھا، یہ دیکھ کر کسی نے کہا کہ آپ کو جس سے زیادہ محبت ہے اُس کو پکارو، تو اُنہوں نے یا محمد پکارا۔

کتابِ زندگی

اردو ترجمہ

الادب المفرد

اُن احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم و آثارِ صحابہؓ کا بیش بہا مجموعہ جو تمام تر شخصی اخلاق، خاندانی تعلقات، انسانی حقوق، معاشرے اور قومی فرائض سے متعلق ہیں

یہ کتاب ایک مسلمان مرد یا عورت کی اخلاقی زندگی کے لئے وہ سرچشمۂ ہدایت ہے جو خود ہادیٔ عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال پر مشتمل ہے، جسے دنیائے اسلام کے سب سے بڑے محدث حضرت امام بخاریؒ نے جمع کرکے امتِ اسلامیہ کیلئے محفوظ کیا

مترجم

علامہ سید عبدالقدوس ہاشمی ندوی

ہزاروں رحمتیں نازل فرمائے آمین
ری رحمتہ اللہ علیہ

نفیس اکیڈیمی

اسٹریچن روڈ۔ کراچی ۱ (پاکستان)

کہ کیا تم پسند کرو گے۔ لوگوں نے کہا نہیں۔ ہرگز نہیں۔ واللہ اگر وہ زندہ رہتا تو عیب ہی ہوتا۔ وہ اسک تھا۔ اسک اُسے کہتے ہیں کہ جس کے دونوں کان نہ ہوں (پوچھا) کیا خیال ہے جب کہ وہ مردہ ہے۔ فرمایا یہ تمہارے لئے جس قدر بے کار شے ہے اللہ کے نزدیک یہ دنیا اس سے بھی کمتر ہے۔

عتی بن ضمرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کے پاس ایک شخص کو دیکھا کہ زمانہ جاہلیت کی طرح اس نے ماتم کیا۔ میرے والد نے اس کو دانتوں سے کاٹا اور نہیں چھوڑا۔ ان کے دوست دیکھنے لگے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ شاید تم لوگ اسے بُرا سمجھ رہے ہو، لیکن میں اس کے بارے میں کسی سے کبھی نہ ڈروں گا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا جو جاہلیت کی طرح سے ماتم کرے اس کو دانت سے کاٹو اور نہ چھوڑو۔ (یہی روایت بسند دیگر)

(۹) پاؤں سُن ہو جانے پر کیا کہے

عبدالرحمٰن بن سعد بیان کرتے ہیں کہ ابن عمرؓ کا پاؤں سُن ہو گیا تو ایک شخص نے اُن سے کہا۔ جو آدمی آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہو اس کا نام لیجیے۔ انہوں نے کہا۔ یا محمدؐ۔

حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ وہ ایک بار مدینہ کے احاطوں میں سے ایک احاطہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی اور آپؐ اسے پانی اور کیچڑ پر مار رہے تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور باہر سے دروازہ کھولنے کو کہا۔ آپؐ نے فرمایا۔ جاؤ دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی بشارت دے دو۔ ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ میں گیا اور میں نے دروازہ کھول دیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے دروازہ کھولا اور اُن کو جنت کی بشارت دی۔ پھر کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپؐ نے فرمایا جاؤ دروازہ کھول دو اور جنت کی بشارت دے دو۔ میں گیا تو دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے دروازہ کھول دیا اور جنت کی بشارت دے دی۔ اس کے بعد پھر ایک آدمی نے دستک دی۔ آپؐ اب تکیہ پر ٹیک

لأبي عبد الله محمد بن اسماعيل البخاري

١٩٤ — ٢٥٦

طبع على نفقة

الحاجّ يوسف زَيْنل علي رضا

من أعيان الحجاز

حقّق نصوصه ، ورقم أبوابه وأحاديثه

وعلّق عليه

محمد فؤاد عبد الباقي

المطبعة السلفية ومكتبتها

٢١ شارع الفتح بالروضة تليفون ٢٩٣٦٤

القاهرة

١٣٧٥

الأنصار . سموا باسمى ولا تكتنوا بكنيتى »

البخارى في : ٧٨ ـ كتاب الأدب ، ١٠٥ ـ باب أحب الاسماء الى الله عز وجل
و ١٠٦ ـ قول النبى (ص) سموا باسمى ولا تكنوا بكنيتى
مسلم فى : ٣٨ ـ كتاب الآداب ، ح ٣ ـ ٧

٤٣٦ – باب

٩٦٢ ـ حدثنا عبد العزيز بن عبد الله قال : حدثنى الدَّراوَرْدِىُّ ، عن جعفر ، عن أبيه ، عن جابر بن عبد الله . أن رسول الله ﷺ مرَّ فى السوق داخلا من بعض العالية ـ والناس كنفيه ـ فمرَّ بجدْى أسَكَّ [ميت] ، فتناوله فأخذ بأذنه . ثم قال « أيكم يحب أن هذا له بدرهم » ؟ فقالوا : ما نحب أنه لنا بشىء . وما نصنع به ؟ قال « أتحبون أنه لكم » قالوا : لا . قال ذلك لهم ثلاثا . فقالوا : لا والله ! لو كان حيا لكان عيبا فيه أنه أسكَّ (والأسَكُّ الذى ليس له أذنان) فكيف وهو ميت ؟ قال « فوالله ، لَلدنيا أهون على الله من هذا عليكم »

مسلم فى : ٥٣ ـ كتاب الزهد ، ح ٢

٩٦٣ ـ حدثنا عثمان المؤذن قال : حدثنا عوف ، عن الحسن ، عن عُتَىِّ بن ضمرة قال : رأيت عند أبى رجلا تعزَّى بعزاء الجاهلية ، فأعَضَّه أبى ولم يكْنِهِ . فنظر اليه أصحابه قال : كأنكم أنكرتموه ! فقال : إنى لا أهاب فى هذا أحدا أبدا . إنى سمعت النبى ﷺ يقول « من تعزَّى بعزاء الجاهلية فأعضُّوه ولا تكنوه »

(٠٠٠) حدثنا عثمان قال : حدثنا المبارك ، عن الحسن ، عن عُتَىّ . . مثله

ليس لهذا الصحابى ذكر عندى

٤٣٧ — باب ما يقول الرجل اذا خدرت رجله

٩٦٤ ـ حدثنا أبو نعيم قال : حدثنا سفيان ، عن أبى اسحق ، عن عبد الرحمن بن سعد قال : خدرت رجل ابن عمر ، فقال له رجل : اذكر أحب الناس اليك . فقال : يا محمد

كتاب الادب المفرد للامام
الحافظ الكبير والحجة الخطير
طبيب الحديث في علله العالم
محمد بن اسمعيل
البخاري

بسم الله الرحمن الرحيم يعلم من نظر اليه بان فاضلة بنت سنان
قد اوقفت هذا الكتاب المسمى بالادب المفرد على طلبة العلم
بشرط الصيانة ولا يمنع منه من اراد الانتفاع به وجعلت
النظر لها مدة حياتها شهد بذلك عمر بن يوسف وكتبه ع هذا
عبد الله بن عبد العزيز الدوسري جرى في سنة ست وثمانين
بعد الالف والمائتين وصلى الله على محمد وآله وصحبه اجمعين
فمن بدله بعد ما سمعه فانما اثمه على الذين يبدلونه ان الله سميع عليم
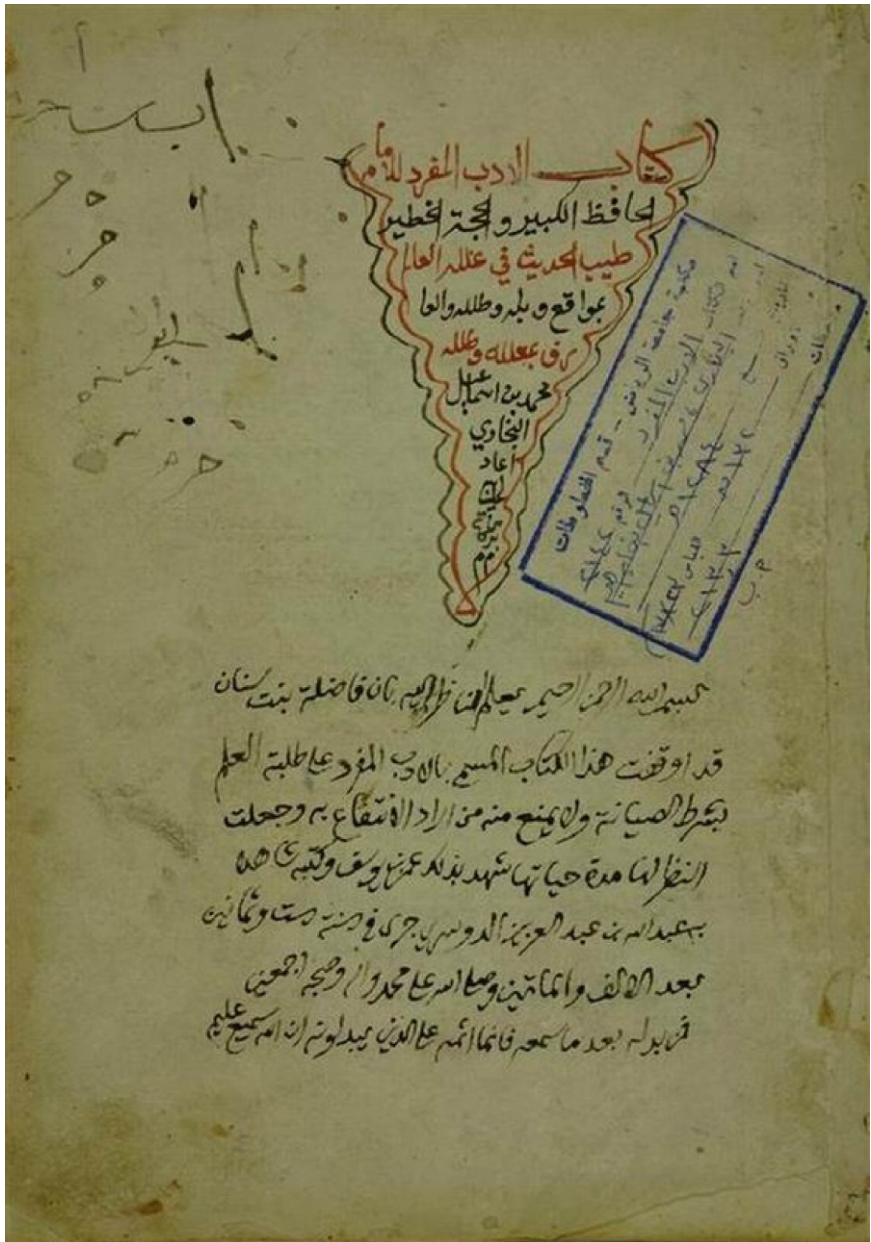
ابي ولم يكنه فنظر اليه اصحابه قال كانكم انكرتموه فقال اني لا اهاب في هذا احدا
ابدا اني سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول من تعزى بعزاء الجاهلية فا
عضوه ولا تكنوه حدثنا عثمان قال حدثنا ابن المبارك عن الحسن عن عتي
مثله باب ما يقول الرجل اذا خدرت رجله حدثنا ابو نعيم
قال حدثنا سفيان عن ابي اسحاق عن عبد الرحمن بن سعد قال خدرت رجل
ابن عمر فقال له رجل اذكر احب الناس اليك فقال يا محمد باب
حدثنا مسدد قال حدثنا يحيى عن عثمان بن غياث قال حدثنا ابو عثمان
عن ابي موسى انه كان مع النبي صلى الله عليه وسلم في حائط من حيطان
المدينة وفي يد النبي صلى الله عليه وسلم عود يضرب به في الماء والطين
فجاء رجل يستفتح فقال النبي صلى الله عليه وسلم افتح وبشره بالجنة فذهبت فاذا
ابو بكر رضي الله عنه ففتحت له وبشرته بالجنة ثم استفتح رجل آخر فقال افتح له
وبشره بالجنة فاذا عمر رضي الله عنه ففتحت له وبشرته بالجنة ثم استفتح رجل آخر
وكان متكئا فجلس وقال افتح له وبشره بالجنة على بلوى تصيبه او تكون فذهبت
فاذا عثمان ففتحت له فاخبرته بالذي قال قال الله المستعان باب
مصافحة الصبيان حدثنا بن شيبة قال حدثنا بن دينار نباتة عن سلمة
عن وردان قال رايت انس بن مالك يصافح الناس فسالني من انت فقلت
مولى لبني ليث فمسح على راسي ثلاثا وقال بارك الله فيك باب المصافحة
حدثنا حجاج قال حدثنا حماد بن سلمة عن حميد عن انس بن مالك قال لما جاء
اهل اليمن قال النبي صلى الله عليه وسلم قد اقبل اهل اليمن وهم ارق قلوبا منكم فهم اول من جاء
بالمصافحة حدثنا محمد بن الصباح قال حدثنا اسماعيل بن زكريا عن ابي جعفر
الفراء عن عبد الله بن يزيد عن البراء بن عازب قال من تمام التحية ان تصافح اخاك

كتاب الادب للبخاري رحمة الله عليه
ونفعنا به وبعلومه امين بجاه
سيد المرسلين
وصلى الله عليه وعلى آله وصحبه اجمعين

نكنوا بكنيتي باب حدثنا البخاري حدثنا عبد العزيز بن عبد الله
حدثني الدراوردي عن جعفر عن ابيه عن جابر ابن عبد الله ان
رسول الله صلى الله عليه وسلم مر في السوق داخلا من بعض العالية
والناس كنفيه فمر بجدي اسك ميت فتناوله فاخذ باذنه ثم قال
ايكم يحب ان هذا له بدرهم فقالوا ما نحب انه لنا بشيء وما
نصنع به قال اتحبون انه لكم قالوا لا قال لهم ذلك ثلاثا فقالوا
لا والله ولو كان حيا كان عيبا فيه انه اسك والاسك الذي
ليس له اذنان فكيف وهو ميت فقال والله للدنيا اهون
على الله عز وجل من هذا عليكم حدثنا البخاري حدثنا
عثمان المؤذن حدثنا عوف عن الحسن عن عتي بن ضمرة قال
رايت عند ابي رجلا تعزى بعزاء الجاهلية فاعضه ابي ولم
يكنه فنظر اليه اصحابه فقال كانكم انكرتموه فقال اني لا اهاب
في هذا احدا ابدا اني سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول
من تعزى بعزاء الجاهلية فاعضوه ولا تكنوه حدثنا
البخاري حدثنا عثمان بن المبارك عن الحسن عن عتي مثله
باب ما يقول اذا خدرت رجله حدثنا البخاري حدثنا عثمان
بن المبارك حدثنا ابو نعيم حدثنا سفيان عن ابي اسحق عن
عبد الرحمن بن سعد قال خدرت رجل ابن عمر فقال له رجل
اذكر احب الناس اليك فقال يا محمد باب حدثنا البخاري حدثنا
مسدد حدثنا يحيى عن عثمان بن غياث قال انانا ابو عثمان عن
ابي موسى انه كان مع النبي صلى الله عليه وسلم في حائط من حيطان

ہے تو اس کا ذریعہ وجود تو آلہ تناسل ہے تو اسے کہنا چاہیے کہ اپنے باپ کا آلہ تناسل کاٹ کھاؤ تاکہ رشتہ اچھی طرح ظاہر ہو جائے۔ برادری ازم کو ہوا دینا اور اس کی وجہ سے تعصب پیدا کرنا جاہلانہ عادت ہے۔

437..... بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا خَدِرَتْ رِجْلُهُ

پاؤں سن ہو جانے پر کیا کہے؟

964 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ.........

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: خَدِرَتْ رِجْلُ ابْنِ عُمَرَ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: اذْكُرْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيْكَ، فَقَالَ: مُحَمَّدٌ.

عبدالرحمن بن سعد رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا تو ان سے ایک آدمی نے کہا: اپنے محبوب ترین شخص کا نام لو (تو ٹھیک ہو جائے گا) انہوں نے کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

فائدہ: ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ کسی آدمی کا نام مدد حاصل کرنے کی نیت سے لیا جائے گا تو یہ صریح شرک ہوگا۔ پریشانی کے وقت صرف اللہ تعالیٰ کو پکارا جائے گا۔

438..... بَابٌ بلاعنوان

965 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ.........

عَنْ أَبِي مُوسَى، أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ، وَفِي يَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُودٌ يَضْرِبُ بِهِ مِنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ، فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْتَفْتِحُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((افْتَحْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ))، فَذَهَبَ، فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَفَتَحْتُ لَهُ، وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ آخَرُ، فَقَالَ: ((افْتَحْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ))، فَإِذَا عُمَرُ رضي الله عنه،

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ طیبہ کے باغوں میں سے ایک باغ میں تھے۔ آپ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جسے آپ مٹی اور پانی پر مار رہے تھے۔ اس دوران ایک آدمی آیا اور (باغ کی حویلی کا) دروازہ کھولنے کو کہا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دروازہ کھولو اور اسے جنت کی بشارت دے دو۔" میں گیا تو وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے دروازہ کھولا اور انہیں جنت کی بشارت دی۔ پھر ایک اور شخص نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا تو آپ نے فرمایا: "اس کے لیے دروازہ کھول دو اور اسے جنت کی خوشخبری دے دو۔" میں نے دیکھا تو وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تھے۔

(٩٦٤) ضعيف: الاذكار للنووي، ح: ٩١٦.

(٩٦٥) صحيح: صحيح البخاري، المناقب، ح: ٣٦٩٣.

صحيح البخاري
للإمام
أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري
(١٩٤ - ٢٥٦هـ)
طبعة جديدة مضبوطة ومصححة ومفهرسة
دار ابن كثير
دمشق - بيروت
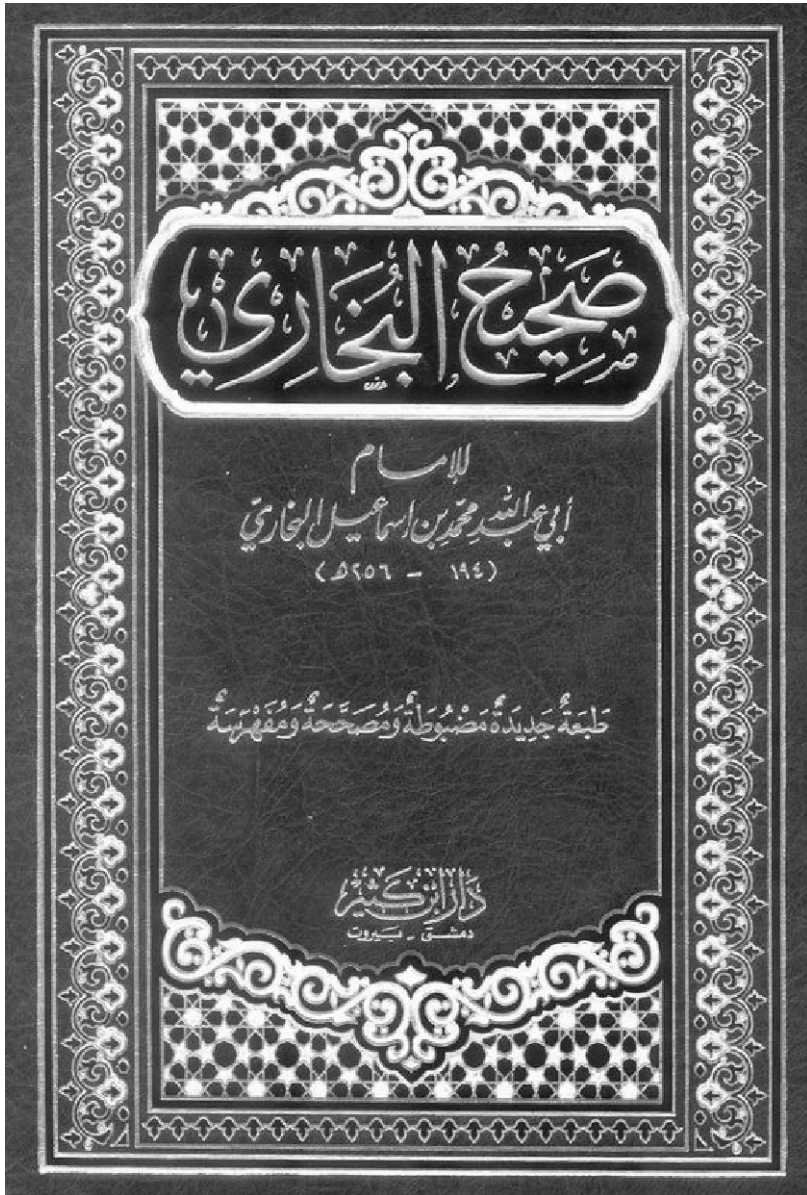
النبيُّ ﷺ إلى أبي بكرٍ بأنْ يُصلِّيَ بالناسِ ، فأتاهُ الرسول فقال: إنَّ رسولَ اللهِ ﷺ يأمُرُكَ أنْ تُصلِّيَ بالناسِ. فقال أبو بكرٍ ـ وكان رجُلاً رَقيقاً ـ يا عمرُ صلِّ بالناسِ ، فقال له عمرُ: أنتَ أحَقُّ بذلك. فصلَّى أبو بكرٍ تلكَ الأيامَ. ثمَّ إنَّ النبيَّ ﷺ وَجَدَ من نفسهِ خِفَّةً ، فخرَجَ بينَ رجُلينِ ـ أحدُهما العبّاسُ ـ لصلاةِ الظُّهرِ ، وَأبو بكرٍ يُصلِّي بالناسِ ، فلمَّا رآهُ أبو بكرٍ ذهبَ ليتأخَّرَ ، فأومأ إليهِ النبيُّ ﷺ بأنْ لا يتأخَّرَ ، قال: أجلِساني إلى جَنبِهِ ، فأجلساهُ إلى جَنبِ أبي بكر ، قال: فجعلَ أبو بكرٍ يُصلِّي وهو يأتمُّ بصلاةِ النبي ﷺ والناسُ بصلاةِ أبي بكرٍ والنبيُّ ﷺ قاعدٌ». قال عُبيدُ اللهِ: فدخلتُ على عبدِ اللهِ بن عبّاسٍ فقلتُ له: ألا أعرِضُ عليكَ ما حدَّثَتني عائشةُ عن مَرَضِ النبيِّ ﷺ؟ قالت: هاتِ. فعرَضْتُ عليهِ حديثَها. فما أنكرَ منهُ شيئاً ، غير أنه قال: أسمَّتْ لكَ الرجُلَ الذي كان مع العباسِ؟ قلت: لا. قال: هو عليٌّ.

[انظر الحديث: ١٩٨ ، ٦٦٤ ، ٦٦٥ ، ٦٧٩ ، ٦٨٣].

٦٨٨ ـ حدّثنا عبدُ اللهِ بنُ يوسفُ قال: أخبرَنا مالكٌ عن هِشام بن عُروةَ عن أبيهِ عن عائشةَ أمِّ المؤمنينَ أنها قالت: «صلَّى رسولُ اللهِ ﷺ في بيتهِ وهو شاكٍ ، فصلَّى جالساً وصلَّى وَراءَهُ قومٌ قِياماً ، فأشارَ إليهم أنِ اجلِسوا ، فلمّا انصرفَ قال: إنَّما جُعِلَ الإمامُ ليُؤتَمَّ به ، فإذا ركعَ فاركعوا ، وإذا رفعَ فارفعوا ، وإذا صلَّى جالساً فصلُّوا جُلوساً».

[الحديث ٦٨٨ أطرافه في: ١١١٣ ، ١٢٣٦ ، ٥٦٥٨].

٦٨٩ ـ حدّثنا عبدُ اللهِ بنُ يوسفُ قال: أخبرَنا مالكٌ عن ابنِ شهابٍ عن أنسِ بن مالكٍ «أنَّ رسولَ اللهِ ﷺ ركبَ فرَساً فصُرِعَ عنهُ ، فجُحِشَ شِقُّهُ الأيمنُ ، فصلَّى صلاةً من الصلواتِ وهو قاعدٌ ، فصلَّينا وراءهُ قُعوداً ، فلما انصرفَ قال: إنَّما جُعِلَ الإمامُ ليُؤتَمَّ به ، فإذا صلَّى قائماً فصلُّوا قِياماً ، فإذا رَكعَ فاركعوا ، وإذا رَفَعَ فارفَعوا ، وإذا قال سَمِعَ اللهُ لمن حمدَه فقولوا: ربَّنا ولَكَ الحمدُ. وإذا صلَّى قائماً فصلُّوا قياماً ، وإذا صلَّى جالساً فصلُّوا جُلوساً أجمعون». قال أبو عبدِ اللهِ: قال الحُميديُّ: قولُه: «إذا صلَّى جالساً فصلُّوا جلوساً» هو في مرضهِ القديمِ ، ثمَّ صلَّى بعدَ ذلك النبيُّ ﷺ جالساً والناسُ خَلفَهُ قياماً ، لم يأمُرْهم بالقعودِ ، وإنما يُؤخذُ بالآخرِ فالآخرِ من فعلِ النبيِّ ﷺ. [انظر الحديث: ٣٧٨].

٥٢ ـ باب متى يَسجُدُ من خلفَ الإمام؟ قال أنس: فإذا سَجدَ فاسجدُوا

٦٩٠ ـ حدّثنا مسدَّدٌ قال: حدَّثنا يحيىٰ بنُ سعيدٍ عن سُفيانَ قال: حدَّثني أبو إسحاقَ قال: حدَّثني عبدُ اللهِ بنُ يزيدَ قال: حدَّثني البَراءُ وهوَ غيرُ كذوبٍ قال: «كان رسولُ اللهِ ﷺ إذا قال

سمعَ اللهُ لمن حمِدَه لم يَحنِ أحدٌ منّا ظَهرَهُ حتّى يَقعَ النبيُّ ﷺ ساجداً ، ثمَّ نقعَ سُجوداً بعدَه» .

حدّثنا أبو نُعيم عن سُفيانَ عن أبي إسحاق نحوَهُ بهذا .

[الحديث ٦٩٠ ـ طرفاه في : ٧٤٧ ، ٨١١] .

٥٣ ـ باب إثمِ مَن رَفعَ رأسَهُ قبلَ الإمام

٦٩١ ـ حدّثنا حجّاجُ بنُ منهالٍ قال : حدَّثَنا شُعبةُ عن محمدِ بن زيادٍ سمعتُ أبا هُريرةَ عنِ النبيِّ ﷺ قال : «أمَا يخشىٰ أحدُكم ـ أوْ لا يخشىٰ أحدُكم ـ إذا رَفعَ رأسَهُ قبلَ الإمامِ أن يجعلَ اللهُ رأسَهُ رأسَ حِمارٍ ، أو يَجعلَ اللهُ صُورتَهُ صورةَ حِمارٍ» .

٥٤ ـ باب إمامةِ العبدِ والمولىٰ ، وكانت عائشة يَؤُمُّها عبدُها ذَكوانُ مِنَ المصحفِ

وولَدِ البَغيِّ والأعرابيِّ والغُلامِ الذي لم يَحتلِمْ ، لقولِ النبيِّ ﷺ : «يَؤُمُّهم أقرَؤُهم لكتابِ اللهِ» .

٦٩٢ ـ حدّثنا إبراهيمُ بنُ المنذرِ قال : حدَّثَنا أنسُ بنُ عياضٍ عن عُبيد اللهِ عن نافعٍ عن ابنِ عمرَ قال : «لما قدِمَ المهاجِرونَ الأوَّلونَ العُصبةَ ـ مَوضِعٌ بقُباءَ ـ قبلَ مَقدم رسولِ اللهِ ﷺ كان يؤُمُّهم سالمٌ مَولىٰ أبي حُذَيفةَ ، وكان أكثرَهُم قُرآناً» . [الحديث ٦٩٢ ـ طرفه في : ٧١٧٥] .

٦٩٣ ـ حدّثنا محمدُ بنُ بَشارٍ حدَّثَنا يحيىٰ ، حدَّثنا شُعبةُ قال : حدَّثَني أبو التَّيَّاحِ عن أنسٍ عنِ النبيِّ ﷺ قال : «اسمعوا وأطيعوا وإنِ استُعمِلَ حَبَشيٌّ كأنَّ رأسهُ زَبيبةٌ» .

[الحديث ٦٩٣ ـ طرفاه في : ٦٩٦ ـ ٧١٤٢] .

٥٥ ـ باب إذا لم يُتِمَّ الإمامُ وأتمَّ مَن خَلفَهُ

٦٩٤ ـ حدّثنا الفَضلُ بنُ سَهلٍ قال : حدَّثَنا الحسنُ بنُ موسىٰ الأشيَبُ قال : حدَّثَنا عبدُ الرحمنِ بنُ عبدِ اللهِ بن دِينارٍ عن زَيدِ بن أسْلمَ عن عطاء بنِ يَسارٍ عن أبي هُريرةَ أنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قال : «يُصلُّونَ لكم ، فإن أصابوا فلَكم ، وإن أخطؤوا فلَكم وعَليهم» .

٥٦ ـ باب إمامةِ المَفتُونِ وَالمُبتدِعِ ، وقال الحسنُ : صلِّ وعليهِ بِدعتُه

٦٩٥ ـ قال أبو عبد اللهِ : وقال لنا محمدُ بنُ يوسفَ : حدَّثَنا الأوزاعيُّ حدَّثنا الزُّهريُّ عن حُميدِ بنِ عبدِ الرحمنِ عن عُبَيدِ اللهِ بن عَدِيِّ بنِ خيارٍ «أنَّهُ دخلَ على عثمانَ بنِ عفّانَ رضيَ اللهُ عنه وهو محصورٌ فقال : إنكَ إمامُ عامَّةٍ ، ونزلَ بكَ ما نَرى ، ويُصلِّي لنا إمامُ فتنةٍ

تهذيب الكمال في أسماء الرجال

للحافظ المتقن جمال الدين أبي الحجاج يوسف المزي
٦٥٤ - ٧٤٢ هـ

المجلّد السّابع عشر

حققه، وضبط نصّه، وعلّق عليه
الدكتور بشار عواد معروف

مؤسسة الرسالة

منها ما أخبرنا به أبو الحسن ابن البخاريّ، قال: أنبأنا أبو جعفر الصيدلانيّ، قال: أخبرنا أبو عليّ الحدّاد، قال: أخبرنا أبو نُعيم الحافظ، قال: حدَّثنا سُلَيمان بن أحمد في «المعجم الأوسط»، قال[1]: حدَّثنا أحمد بن رشدين، قال: حدَّثنا أبو صالح عبد الغفار بن داود الحرّانيّ، قال: حدَّثنا ابن لهيعة، عن أبي الأسود محمد بن عَبْد الرَّحْمَان، أنَّ عَبْد الرَّحْمَان بن سعد المُقْعَد أخبره، عن عمر بن أبي سلمة أنّه قرّب إلى رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم طعاماً، فقال لأصحابه: «اذكروا اسم الله، وليأكل كلّ امرىء مما يليه».

قال سليمان بن أحمد: لم يروه عن عَبْد الرَّحْمَان بن سعد، إلاّ أبو الأسود، تفرّد به ابن لَهيعة.

وقد فرّقوا بين هذا وبين الذي قبله. ويحتمل أن يكونا واحداً، فإنَّ الذي قبله قد قيل فيه: إنّه مولى الأسود بن سُفيان، والأسود بن سفيان مخزوميّ، وقد قالوا في هذا: إنّه مولىٰ بني مخزوم، والله أعلم.

● ـ ت: ـ عَبْد الرَّحْمَان بن سَعْد الدَّشْتَكِيُّ، هو: عَبْد الرَّحْمَان بن عبد الله بن سَعْد، وسيأتي.

٣٨٣٢ ـ بخ: عَبْد الرَّحْمَان[2] بن سَعْد القُرَشِيُّ العَدَوِيُّ، مولىٰ ابن عُمر، كوفيّ.

---

(١) المعجم الأوسط: ١/١٧٦ حديث ٢٣٠.

(٢) تاريخ الدوري: ٢/٣٤٨، وتاريخ البخاري الكبير ٥/الترجمة ٩٣١، والجرح والتعديل: ٥/الترجمة ١١٢٢، وثقات ابن حبان: ٥/٩٧، وتاريخ الإسلام: ٤/١٤٢، وتذهيب التهذيب: ٢/الورقة ٢١٣، ونهاية السول، الورقة ٢٠٣، وتهذيب التهذيب: ٦/١٨٦، والتقريب: ١/٤٨١، وخلاصة الخزرجي: ٢/الترجمة ٤١٠٧.

روىٰ عن: أخيه عبد الله بن سَعْد، ومولاه عبد الله بن عمر (بخ).

روىٰ عنه: حمّاد بن أبي سُليمان، وأبو شيبة عَبْد الرَّحْمان بن إسحاق الكُوفيُّ، ومنصور بن المُعتمر، وأبو إسحاق السَّبِيعيُّ (بخ).

ذكره ابن حِبّان في كتاب «الثِّقات»[1].

روىٰ له البخاريّ في كتاب «الأدب»، حديثاً واحداً موقوفاً. وقد وقع لنا عالياً عنه.

أخبرنا به أبو الحسن ابن البخاريّ، وزينب بنت مكّي، قالا: أخبرنا أبو حفص بن طَبَرْزَذ، قال: أخبرنا الحافظ أبو البركات الأنماطيُّ، قال: أخبرنا أبو محمد الصَّريفينيُّ، قال: أخبرنا أبو القاسم بن حَبابة، قال: أخبرنا عبد الله بن محمد البَغَويُّ، قال: حدَّثنا عليّ بن الجعد، قال: أخبرنا زهير، عن أبي إسحاق، عن عَبْد الرَّحْمان بن سعد، قال: كنت عند عبد الله بن عُمر، فخدرت رجله، فقلت له: يا أبا عَبْد الرَّحْمان ما لرجلِك؟ قال: اجتمع عَصَبُها من ها هنا. قال: قلت: ادعُ أحبَّ النّاس إليك، فقال: يا محمد، فانبسطت.

رواه[2] عن أبي نُعَيم، عن سُفيان، عن أبي إسحاق مختصراً.

٣٨٣٣ ــ قد : عَبْد الرَّحْمان[3] بن سَعْوَة المَهْرِيُّ، والد معن بن عَبْد الرَّحْمان.

---

(١) ٩٧/٥. وقال النسائي: ثقة (تهذيب التهذيب: ١٨٦/٦).

(٢) البخاري في (الأدب المفرد) ٩٦٤.

(٣) تذهيب التهذيب: ٢/الورقة ٢١٣، ونهاية السول، الورقة ٢٠٣، وتهذيب التهذيب: ١٨٦/٦، والتقريب: ٤٨٢/١، وخلاصة الخزرجي: ٢/الترجمة ٤١٠٩. وقال ابن حجر في «التقريب»: مجهول.

شرحه

الملا علي القاري الهروي الحنفي

المتوفى سنة ١٠١٤هـ

ضبطه وصححه

عبد الله محمد الخليلي

الجزء الثاني

منشورات

محمد علي بيضون

لنشر كتب السنة والجماعة

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

وقال الانطاكي وفي بعضها بكاء بالتخفيف فإن المشدد قد يخفف للوزن انتهى والصواب ما قدمناه كما لا يخفى (بِالأَسْحَارِ) ايماء إلى قوله تعالى ﴿والمستغفرين بالأسحار﴾ وإشارة إلى وصية لقمان لابنه يا بني لا يكن الديك أكيس منك ينادي بالأسحار وأنت نائم أي غافل عن البكاء والاستغفار (يَا لَيْتَ شِعْرِي) أي أتمنى علمي وشعوري بغيبتي وحضوري (وَالمَنَايَا أَطْوَارٌ) أي تارات جملة حالية بين المعمولين اعتراضية أفادت بها أن ما يحول بين المرء ومتمناه حالات شتى مختلفة بحسب تفاوتها في أطوار الموت وأسرار الفوت فإن المنايا جمع منية وهي الموت من منى الله عليك أي قدر ومن ثمه سمي منية لأنه مقدر بوقت معين وقد ورد أن منشداً أنشد للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم:

لا تأمنن وإن أمسيت في حرم حتى تلاقي ما يمني لك الماني
فالخير والشر مقرونان في قرن بكل ذلك يأتيك الجديدان

فقال صلى الله عليه وسلم لو أدرك قائل هذا الإسلام لأسلم والمعنى حتى تلاقي ما قدر لك المقدر وهو الله سبحانه تعالى وهي تريد والله أعلم لأن المنية تارة تأخذ الكرام وأخرى تبيد اللئام والمعنى ليت علمي حاضر أعلم به (هَلْ تَجْمَعُنِي) بفتح الميم وضم العين وتخفيف النون وفي نسخة بفتح العين وتشديد ما بعدها (وَحَبِيبِي) بفتح الياء لغة لا كما قال الأنطاكي ضرورة (الدَّار) يعني أم يحولن بيني وبينه المزار (تعْنِي) أي المرأة بقولها حبيبي (النبي صلى الله تعالى عليه وسلم) وبقولها الدار الجنة دار القرار (فَجَلَسَ عُمَرُ رَضِيَ الله تعالى عَنْهُ يَبْكِي) أي للاشتياق أو للفراق أو الافتراق (وَفِي الحِكَايَةِ طُولٌ) أي ليس هذا مقام ايرادها (وَرُوِيَ) أي في عمل اليوم والليلة لابن السني (أَنَّ عَبْدَ الله بْنَ عُمَرَ رضي الله تعالى عنهما خَدِرَتْ رِجْلُهُ) بفتح معجمة وكسر مهملة أي فترت عن الحركة وضعفت باجتماع عصبها من جهة كسل وفتور أصابها كأنها رجل ناعس ولم يذهب ما بها (فَقِيلَ لَهُ اذْكُرْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيْكَ يَزُلْ عَنْكَ) بضم الزاء أي يزول عنك هذا الانقباض بسبب ما يترتب على ذكر المحبوب من الانبساط (فَصَاحَ) أي فنادى بأعلى صوته (يَا مُحَمَّدَاهُ) بسكون الهاء للندبة وكأنه رضي الله تعالى عنه قصد به اظهار المحبة في ضمن الاستغاثة (فَانْتَشَرَتْ) أي رجله في الفور (وَلَمَّا احْتُضِرَ بِلالٌ رَضِيَ الله تعالى عَنْهُ) بصيغة المفعول أي حضرته الوفاة وقاربه الممات (نَادَتِ امْرَأَتُهُ) وهي صحابية على ما ذكره الذهبي في آخر النساء من التجريد ما لفظه زوجة بلال أتاها رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فسأل عن بلال اثمه بلال (وَاحُزْنَاهُ) بضم حاء فسكون زاء ويجوز فتحهما وتصحف على الدلجي وضبط بفتح الحاء والراء وبالموحدة بدل النون قال وهو في الأصل النهب والسلب فكأنها لفجعها وحزنها بموته قد نهبت وسلبت (فَقَالَ) أي بلال (وَاطَرَبَاهُ) أي فرحاه وهو يؤيد ما قدمناه معنى وإن كان أنسب لما قاله الدلجي مبنى وفي نسخة بل وأطرباه بصريح الاضراب للابطال ثم رجز مناسباً للحال واستدلالاً لذلك المقال (أَلْقَى غداً) ويروى نلقى (الأَحِبَّهْ) بالهاء وقفاً (مُحَمَّداً وَصَحْبَهُ) وفي نسخة صحيحة وحزبه وقد روي عن عمار أيضاً أنه قال بصفين.

ترتیب

خلیل احمد رانا

لگ بھگ دو مہینے پہلے احقر نے یوٹیوب پر مرزا جہلمی کا ایک کلپ دیکھا، کلپ دو تین منٹ چلا تو بجلی چلی گئی، کلپ میں ایک صاحب جو شیعہ مسلک کے معلوم ہو رہے تھے، مرزا جہلمی سے سوال کر رہے تھے، احقر صرف دو سوال ہی سن سکا کہ لائٹ چلی گئی۔

ایک سوال مرزا جہلمی سے اُن صاحب نے یہ کیا کہ :

کیا وجہ ہے روضہ مطہرہ رسول اللہ ﷺ پر اتنی روشنی ہے کہ ہر شئے چمک رہی ہے، لیکن دوسری طرف جنت البقیع میں حضرت سیّدہ طاہرہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مزار مبارک پر اندھیرا ہے یہ فرق کیوں ہے ؟

میری یاد ہے کہ مرزا جہلمی اس کا کوئی معقول جواب نہ دے سکا، جواب بھی کیا دیتا، چہرے پر تعصب نمایاں تھا، غصہ سے ناک کے دونوں نتھنے پھولے ہوئے تھے۔

دوسرا سوال گنبد خضراء کے بارے تھا، مرزا جہلمی نے یہ نہیں کہا کہ اسے گرا دینا چاہئے یا ڈھا دینا چاہئے بلکہ اپنی طرف سے احتیاطاً کہا کہ گنبد کا اُٹھا دینا چاہیے، بات تو وہی ہے کہ گنبد خضراء کو ختم کر دینا چاہئے۔ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :

اُف رے منکر یہ بڑھا جوشِ تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا

(بھیڑ یعنی تعصب کا رش)

مرزا جہلمی سے سوال

ا۔ گنبد خضراء کو کیوں ختم کر دینا چاہئے؟ اس سے دین اسلام کو کیا نقصان ہے؟ گنبد بنانا شرک تو ہے نہیں کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کے مزار کا گنبد ہوا اور یہ گنبد مقابلہ میں بنایا جائے، یہ بات بھی نہیں، تو پھر اسے ختم کرنے کی وجہ تو بتائیں؟ گنبد خضراء سے کیا چڑ ہے؟

جواب میں یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ گنبد تو سات سو سال بعد بنا، صحابہ کرام کے زمانے

میں نہیں تھا۔

۲۔کیا گنبد خضراء بننے سے سات سو سال پہلے یا بعد میں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر صرف یہی ایک گنبد تعمیر ہوا، اور کوئی تعمیر نہیں ہوئی ؟ کیا گنبد بھی ایک چھت کی شکل نہیں ہے؟اگر گنبد کی چھت برداشت نہیں تو اُم المومنین رضی اللہ عنہا کے حجرے کی چھت کو کیوں نہیں گرایا گیا؟ کیا اَب بھی مسجد نبوی کی چھت کھجور کے پتوں کی ہے؟اوراس کے ستون کھجور کے تنوں کے ہیں؟ کیا صحابہ کے زمانے میں مسجد نبوی کے مینار تھے؟ معلوم ہوا کہ یہ سب تعمیریں بعد کی ہیں اوراب تک ہورہی ہیں، لیکن کوئی مرزا جہلمی نہیں بولتا، ان کو بلا وجہ گنبد خضراء سے چڑ ہے۔

۳۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار دیواری اور چھت والی عمارت یعنی اُم المومنین حضرت سیّد عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں کیوں دفن کیا گیا؟ کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ علم نہیں تھا کہ قبر پر کوئی عمارت نہیں ہونی چاہئے؟ اللہ کا نبی جہاں وفات پائے وہیں دفن ہوتا ہے، لیکن یہ حجرے کی عمارت کیوں باقی رکھی گئی؟ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت بھی نہیں، کیونکہ اس عمارت میں دو غیر نبی بھی بعد میں دفن ہوئے اور قربِ قیامت حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی یہیں دفن ہوں گے۔

۴۔احادیث میں انبیاء کی قبروں کو مساجد بنانے کی ممانعت ہے، کیا قبر انور کے اوپر مسجد بنائی گئی ہے؟ یا قبر انور کو مسجد بنایا گیا ہے؟ قبر کو سجدہ گاہ بنانے کی ممانعت ہے، گنبد کا اس سے کیا تعلق ؟

مرزا جہلمی اینڈ کمپنی کو چاہیے کہ اپنے شہر جہلم سے یہ کام شروع کریں کہ جو عمارت بلند اور پختہ دیکھیں بے دھڑک ڈھانی شروع کریں، کیونکہ ابوداؤد شریف (حدیث ۵۲۳۹) میں ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عمارتوں کو ناپسند فرمایا ہے، یہاں تک کہ ایک صحابی سے کلام تک ترک فرمادیا جب تک کہ انہوں نے اونچی عمارت کو ڈھا نہ دیا۔

یہ لوگ جتنی بھی احادیث بیان کرتے ہیں، اُن سے گنبد کی ممانعت تو کیا ثابت ہونی

تھی، مزارات کے ساتھ جو عبادت کے لئے علیحدہ مساجد ہیں اُن کی ممانعت بھی ثابت نہیں ہوتی۔ان احادیث کا مطلب جاننا ہو تو امام ابن حجر عسقلانی کی فتح الباری شرح بخاری پڑھیں۔

علامہ ابن کثیر دمشقی (متوفی ۷۷۴ھ) ''البدایہ والنہایہ'' میں لکھتے ہیں :

''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہا کرتی تھیں اللہ تعالیٰ کا مجھ پر بڑا انعام ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری باری کے دن میرے گھر میں میرے سینے اور دگدگی کے درمیان فوت ہوئے''۔ (ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (عربی)، الجزالثامن، مطبوعہ الریاض ۱۹۹۷ء، ص ۶۸)

(سیرۃ النبی (اُردو ترجمہ، ہدایت اللہ ندوی)، امام ابن کثیر، جلد سوم، مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور ۱۹۹۶ء، ص ۱۵۰)

علامہ محمد طاہر پٹنی (متوفی ۹۸۶ھ) مجمع البحار الانوار، جلد ۳، ص ۲۰۸ میں لکھتے ہیں :

''بے شک اسلاف نے مشائخ، علماء اور مشاہیر کی قبور پر عمارت بنانے کو جائز رکھا ہے کہ لوگ ان کی زیارت کریں اور اس میں آرام کریں''۔

گنبد خضراء کی طرف عقیدت ومحبت سے دیکھنا

ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ (ہرات، افغانستان) اپنی کتاب '' **المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط** '' مطبوعہ مکہ مکرمہ ۱۳۲۸ھ، ص ۲۷۶ میں لکھتے ہیں :

ولیغتنم ایام مقامه بالمدینة المشرفة...... (عربی عبارت کی طوالت کی وجہ سے عکس آخر میں دے دیا گیا ہے)

ترجمہ۔ مدینہ شریف میں اپنے قیام کے دنوں کو غنیمت سمجھنا چاہیے اور مسجد نبوی میں برابر حضوری اور اس میں اعتکاف اور ختم قرآن اگرچہ ایک بار ہو اور شب بیداری اور حجرہ شریف کی طرف، (اگر یہ میسر ہو یا قبہ بلند کی طرف اگر حجرہ شریف کی جانب نظر دشوار ہو) برابر نگاہ جمائے رکھنے کی حرص ہونی چاہیے، کیونکہ حجرہ شریف یا قبہ شریف کی طرف دیکھنا عبادت ہے، جس طرح کعبہ شریف کو دیکھنا عبادت ہے''۔

شیخ عبدالحق محدّث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی تصنیف ''جذب القلوب'' میں لکھتے ہیں :

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مسجد نبوی میں اضافہ کیا تھا تو حجرہ مبارکہ (روضہ رسول) کو کچی اینٹ سے تعمیر کرادیا تھا، ولید کی تعمیر کے زمانے تک یہ حجرہ برقرار رہا، عمر بن عبدالعزیز نے ولید ابن عبدالملک کے حکم سے اس کو منہدم کر کے منقش پتھروں سے تیار کیا، ۵۵۰ھ میں جمال الدین اصفہانی جو کہ مدینہ منورہ کے صاحب کمال لوگوں میں سے تھے، مدینہ منورہ میں جمال الدین کی نیکیاں اور بھلائیاں زمانے کے اوراق پر لکھی ہوئی ہیں اور ان کے اوصاف اور مناقب کا ذکر مسجد نبوی شریف کے خطیبوں کی زبان پر رہتا تھا، انہوں نے حضرہ شریف کے گرد صندل کی ایک جالی کھینچی تھی، یہ باب جبریل میں دفن کیئے تھے، ابن ابی الہیجا جو کہ شاہان مصر کے وزیروں میں سے تھے، انہوں نے سرخ ریشمی نقوش سے منقش سفید پردہ حجرہ شریف پر لٹکانے کے لئے بھیجا، اس پر سورہ یٰسین لکھی ہوئی تھی، یہ منقش پردہ خلیفہ مستضیٔ باللہ کی اجازت حاصل کر کے لٹکایا گیا تھا، اس کے بعد ہر بادشاہ نے اپنی تخت نشینی کے وقت اس پردہ کا بھیجنا اپنے فرائض اور دستور میں شامل کرلیا، سلاطین روم کا اب تک یہی طریقہ ہے کہ ہدیۂ ایک پردہ بھیجتے ہیں۔

(جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب، فارسی، مطبوعہ نول کشور لکھنؤ ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء، ص ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰)

شیخ محقق عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

۶۷۸ھ میں قلاوٗن صالحی نے تانبے کی جالیوں کے ساتھ قبہ خضراء بنوایا جو خطیرہ شریفہ کے اوپر مسجد کی چھت سے بلند ہے اور اَب تک اسی طرح موجود ہے، اس سے پیشتر قبہ خضراء کی بلندی مسجد نبوی کی چھت سے آدمی کے نصف قد سے زائد نہ تھی، یہ مسجد شریف جو اس وقت (۱۰۰۱ھ) میں موجود ہے، وہ قاتیبا بادشاہ مصر کی تعمیر سے ہے، یہ ۸۸۸ھ میں آیا تھا (۱۰۰۱ھ سے یہ مراد ہے کہ اس سن ہجری میں یہ اوراق تحریر کیئے ہیں)۔

قاتیبا کی سلطنت کے بعد سلطان سلیمان رومی دسویں صدی کے وسط میں روضۂ متبرکہ

میں سنگ مرمر کا فرش لگوایا جو تا حال یعنی ۱۰۰۱ھ میں موجود ہے۔

(جذب القلوب، فارسی، مطبوعہ نول کشور لکھنؤ ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۹ء، ص ۱۱۰)

شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وہ شخصیت ہیں جو ہند میں پہلی بار علم حدیث لائے، انہوں نے تو گنبد خضراء کو ختم کرنے کی بات نہیں، مرزا جہلمی کس باغ کی مولی ہے؟

اسلاف اور قبہ جات

ایک کتاب انٹرنیٹ میں ''ریختہ'' سائٹ پر موجود ہے، اس کا نام ''بشارت محمدی'' ہے اور یہ مولانا عبدالعزیز لکھنوی علیہ الرحمہ (ولادت ۱۲۴۰ھ) کی تصنیف ہے، اس میں کتاب مصباح الظلام کے حوالے سے لکھا ہے کہ :

'' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ملک شام کو فتح کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر پر اور اُن کے سوا اور انبیاؤں کی پر جو قبے تھے اُن کو ڈھانے کا حکم نہیں کیا، اس سے معلوم ہوا کہ یہ قبے پہلے سے تھے''۔ (راقم کو کتاب مصباح الظلام نہیں مل سکی)

شارح صحیح بخاری امام کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کا عمل

شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ''بستان المحد ثین'' میں لکھتے ہیں :

شیخ شمس الدین محمد بن یوسف بن علی بن عبدالکریم کرمانی رحمۃ اللہ علیہ، ۱۶/ جمادی الآخر ۷۱۷ھ میں پیدا ہوئے، تیس سال بغداد میں مقیم ہو کر درس و تدریس میں مشغول رہے، دیناداروں سے بہت گریز کرتے تھے، علمی مشغلہ پر کسی چیز کو ترجیح نہیں دیتے تھے، حسن خلق و تواضع میں یکتا روزگار تھے، ''الکواکب الدراری'' کے نام سے ۲۵ جلدوں میں صحیح بخاری کی شرح لکھی جو کہ مشہور ہے، آخر عمر میں حج کیا، حج سے واپسی میں راستہ میں ۱۶/ محرم الحرام ۷۸۶ھ کو انتقال ہوا، وہاں سے ان کی نعش کو بغداد پہنچایا گیا، آپ نے اپنے زمانہ حیات میں ہی اپنے لئے قبر اور عاقبت خانہ حضرت شیخ ابو اسحاق شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے جوار میں بنالیا تھا اور اس کے اوپر ایک قبہ بھی تعمیر کرالیا تھا، چنانچہ اُسی جگہ دفن ہوئے۔

امام کرمانی علیہ الرحمہ جنہوں نے پچیس جلدوں میں بخاری شریف کی شرح لکھی ان کو تو علم نہیں تھا کہ قبر پر قبہ نہیں بنانا چاہیے، کیا اُردو کتابیں پڑھنے والے مرزا جہلمی کا علم ان سے زیادہ ہے کہ قبر انور سے گنبد خضراء کو اُٹھا دینا چاہیے؟۔اللہ تعالیٰ بدعقیدگی سے محفوظ رکھے، اللھم آمین
(تمام حوالوں کے اصل عکس آخر میں دے دیئے گئے ہیں)

مزار مبارک امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

قبر مبارک امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، سمرقند (ازبکستان)

للحافظ عماد الدين أبى الفداء إسماعيل

ابن عمر بن كثير القُرَشىُّ الدِّمَشْقىُّ

٧٠١ - ٧٧٤ هـ

تحقيق

الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي

بالتعاون مع

مركز البحوث والدراسات العربية والإسلامية

بدار هجر

الجزء الثامن

هجر

للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان

الفَقيهُ بِبُخارَى ، ثنا صالحُ بنُ محمدٍ [٣/٣٤٥و] الحافظُ البَغْداديُّ ، ثنا داودُ بنُ[1] عمرِو بنِ زهيرٍ الضَّبِّيُّ ، ثنا عيسى بنُ يونُسَ ، عن عمرَ بنِ سعيدِ بنِ[2] أبى حسينٍ ، أنا ابنُ أبى مُلَيْكةَ أن أبا عمرٍو ذَكْوانَ[3] مولى عائشةَ ، أخبره أن عائشةَ كانت تقولُ : إن مِن نعمةِ اللَّهِ علىَّ أن رسولَ اللَّهِ ﷺ تُوُفِّىَ فى يومى ، وفى بيتى ، وبينَ سَحْرى ونَحْرى ، وأن اللَّهَ جَمَع بينَ ريقِى وريقِه عندَ الموتِ . قالت : دخَل علىَّ أخى بسواكٍ معه وأنا مُسْنِدةٌ رسولَ اللَّهِ ﷺ إلى صدرِى فرأيْتُه ينْظُرُ إليه ، وقد عرَفْتُ أنه يُحِبُّ السواكَ ويأْلَفُه ، فقلتُ[4] : آخُذُه لك ؟ فأشار برأسِه ؛ أى نعم . فلَيَّنْتُه له ، فأمَرَّه على فيه . قالت : وبينَ يديه رِكْوةٌ أو عُلْبَةٌ فيها ماءٌ ، فجعَل يُدْخِلُ يدَه فى الماءِ ، فيَمْسَحُ بها وجهَه ، ثم يقولُ : « لا إلهَ إلا اللَّهُ ، إن للموتِ لَسَكَراتٍ » . ثم نصَب أُصبُعَه اليسرى ، وجعَل يقولُ : « فى الرفيقِ الأعْلَى ، فى الرفيقِ الأعْلَى » . حتى قُبِض ، ومالت يدُه (٥)فى الماءِ(٥) . ورواه البخاريُّ عن محمدٍ ، عن عيسى بنِ يونُسَ[6] .

وقال أبو داودَ الطَّيالسىُّ[7] : ثنا شعبةُ ، عن سعدِ بنِ إبراهيمَ ، سمِعْتُ عروةَ يُحَدِّثُ ، عن عائشةَ قالت : كنا نُحَدَّثُ أن النبىَّ ﷺ لا يموتُ حتى يُخَيَّرَ بينَ الدنيا والآخرةِ . قالت : فلما كان مرضُ رسولِ اللَّهِ ﷺ الذى مات فيه عرَضَتْ

---

(١) فى م ، ص : « عن » . وانظر تهذيب الكمال ٨/ ٤٢٥.

(٢) فى الدلائل : « عن » . وانظر تهذيب الكمال ٢١/ ٣٦٤.

(٣) فى الأصل ، والدلائل : « ذكر أن » . وهو خطأ . وانظر تهذيب الكمال ٨/ ٥١٧.

(٤) بعده فى الأصل : « له » .

(٥ - ٥) زيادة من النسخ ليست فى الدلائل .

(٦) البخارى (٤٤٤٩) .

(٧) مسند أبى داود (١٤٥٦) .

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۔

امام حافظ ابوالفداء عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ

ترجمہ

مولانا ہدایت اللہ ندوی

جلد اوّل

مکتبہ قدوسیہ غزنی سٹریٹ اردو بازار۔ لاہور

مجمع بحار الأنوار

في غرائب التنزيل ولطائف الأخبار

تأليف

الشيخ العلامة اللغوى ملك المحدثين محمد طاهر الصديقى

الهندى الفتنى الـــكجراتى

المتوفى سنة ٩٨٦ ﻫ/ ١٥٧٨ م

طبع

١٣٨٧ ﻫ/ ١٩٦٧ م

ش: و سقوط "شرفاتها" هو بضمتين و بفتح راء و سكونها جمع شرفة بسكون راء.
نه: و في ح عائشة رضي الله عنها: سئلت عن الخمار يصبغ "بالشرف" فلم تر بأسا به، هو شجر أحمر. و فيه: قيل للأعمش: لم لم تستكثر من الشعبي؟ فقال: ١ يحتقرني ١،
كنت آتيه مع إبراهيم فيرحب به و يقول لي: اقعد ثم أيها العبد! ثم يقول ش:

لا نرفع العبد فوق سنته   ما دام فينا بأرضنا "شرف"

أي شريف، هو شرف قومه و كرمهم أي شريفهم و كريمهم. ك: "مشرف" الوجنتين، أي غليظهما، أشرفت وجنتاه، أي علتا. ن: فما "أشرف" لهم أحد، أي ظهر. و "أشرف" على أطم، أي علا و ارتفع. ط: يكبرون الله على كل "شرف" أي مكان عال تعجبا لما يشرفون منها على عجائب خلقه، و يحمدون الله في كل منزلة لأنه تعالى أواهم إلى السكون فيه. و فيه ح: لا قبرا "مشرفا" إلا سويته، القبر المشرف الذي بني عليه حتى ارتفع دون الذي أعلم عليه بالرمل و الحصى و الحجر ليعرف فلا يوطأ، و البناء عليه بالحجارة و ما يجري مجراها أو يضرب عليه خباء و نحوه، و كله منهي عنه لعدم الفائدة، و قد أباح السلف أن يبنى على قبور المشايخ و العلماء المشاهير ليزورهم الناس و يستريحون بالجلوس فيه. و ح: ثم الذي إذا "أشرف" على طمع تركه لله "ثم" لتراخي الرتبة لأن المراد بالطمع هنا انبعاث هوى النفس إلى ما يشتهيه فيؤثره على متابعة الحق، فتركه منتهى غاية المجاهدة. و ح: و "إشراف" اللسان فيها كوقوع السيف، هو بشين معجمة إطالته - و يتم في اللام. و ح: فلما "أشرفوا" أي اطلعوا على الراهب و وصلوا إليه، و اسم الراهب بحيرا و كان أعلم النصارى، و ذلك الموضع بصرى، نزل يتخللهم أي أخذ يمشي بين القوم، مثل التفاحة خبر محذوف أو منصوب بإضمار فعل أو مجرور على البدل، "أيكم" أي لتبينن أيكم وليه، يناشده أي يطلبه أن يرد محمدا كيلا يذهب به الروم فيقتله. و "المشرفة" يجيء في م.

(١-١) في نسخة أخرى و النهاية: كان يحتقرني.

رد المحتار

على

الدر المختار شرح تنوير الأبصار

لخاتمة المحققين

محمد أمين الشهير بابن عابدين

مع تكملة ابن عابدين لنجل المؤلف

دراسة وتحقيق وتعليق

الشيخ عادل أحمد عبد الموجود — الشيخ علي محمد معوض

قدم له وقرظه

الأستاذ الدكتور محمد بكر إسماعيل

كلية الدراسات - جامعة الأزهر

الجزء الثالث

يحتوي على الكتب التالية

تتمة كتاب الصلاة - الزكاة - الصوم - الحج

دار عالم الكتب

للطباعة والنشر والتوزيع

الرياض

قدر شبر **(ولا يجصص)** للنهي عنه **(ولا يطين، ولا يرفع عليه بناء. وقيل لا بأس به وهو المختار)** كما في كراهة السراجية. وفي جنائزها: لا بأس بالكتابة إن احتيج إليها حتى

قلت: ولعل وجهه شبهة الاختلاف، والحديث الذي استدل به الشافعي على التربيع فيكون النهي مصروفاً عن ظاهره، فتأمل. قوله: **(قدر شبر)** أو أكثر شيئاً قليلاً. بدائع. قوله: **(ولا يجصص)** أي لا يطلى بالجص بالفتح ويكسر. قاموس. قوله: **(ولا يرفع عليه بناء)** أي يحرم لو للزينة، ويكره لو للإحكام بعد الدفن، وأما قبله فليس بقبر. إمداد. وفي الأحكام عن جامع الفتاوى: وقيل لا يكره البناء إذا كان الميت من المشايخ والعلماء والسادات اهـ.

قلت: لكن هذا في غير المقابر المسبلة كما لا يخفى. قوله: **(وقيل لا بأس به الخ)** المناسب ذكره عقب قوله «ولا يطين» لأن عبارة السراجية كما نقله الرحمتي ذكر في تجريد أبي الفضل أن تطيين القبور مكروه، والمختار أنه لا يكره اهـ. وعزاه إليها المصنف في المنح أيضاً. وأما البناء عليه فلم أر من اختار جوازه. وفي شرح المنية عن منية المفتي: المختار أنه لا يكره التطيين، وعن أبي حنيفة يكره أن يبنى عليه بناء من بيت أو قبة أو نحو ذلك، لما روى جابر: «نهى رسول الله ﷺ عن تجصيص القبور، وأن يكتب عليها، وأن يبنى عليها» رواه مسلم وغيره اهـ. نعم في الإمداد عن الكبرى: واليوم اعتادوا التسنيم باللبن صيانة للقبر عن النبش، ورأوا ذلك حسناً. وقال ﷺ: «مَا رَآهُ الْمُسْلِمُونَ حَسَناً فَهُوَ عِنْدَ اللهِ حَسَنٌ»[1] اهـ. قوله: **(لا بأس بالكتابة الخ)** لأن النهي عنها وإن صح فقد وجد الإجماع العملي بها، فقد أخرج الحاكم النهي عنها من طرق، ثم قال: هذه الأسانيد صحيحة وليس العمل عليها، فإن أئمة المسلمين من المشرق إلى المغرب مكتوب على قبورهم وهو عمل أخذ به الخلف عن السلف اهـ. ويتقوّى بما أخرجه أبو داود بإسناد جيد «أنَّ رسول الله ﷺ حَمَلَ حَجَراً فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَأْسِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ وَقَالَ: أَتَعَلَّمُ بِهَا قَبرَ أَخِي وَأَدْفِنُ إِلَيْهِ مَنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِي»[2] فإن الكتابة طريق إلى تعرّف القبر بها؛ نعم يظهر أن محل هذا الإجماع العملي على الرخصة فيها ما إذا كانت الحاجة داعية إليه في الجملة كما أشار إليه في المحيط بقوله: وإن احتيج إلى الكتابة، حتى لا يذهب الأثر ولا يمتهن فلا بأس به، فأما الكتابة بغير عذر فلا اهـ. حتى أنه يكره كتابة شيء عليه من القرآن أو الشعر أو اطراء مدح له ونحو ذلك. حلية ملخصاً.

---

(١) أخرجه الحاكم في المستدرك ٣/ ٧٨ وذكره العجلوني في الكشف ٢/ ٢٦٣ وعزاه لأحمد وقال: وهو موقوف حسن وعزاه ايضاً للبزار والطيالسي والطبراني وأبي نعيم والبيهقي في الاعتقاد عن ابن مسعود وقال الحافظ ابن عبد الهادي: روي مرفوعاً عن أنس بإسناد ساقط والأصح وقفه على ابن مسعود.

(٢) أخرجه أبو داود (٣٢٠٦).

شرح

خاتمة المحققين ووحيد دهره وفريد عصره

ملا علي قاري المسمى المسلك المتقسط في المنسك

المتوسط على لباب المناسك للشيخ الامام رحمه الله

السندي نفعنا الله بهما واعاد علينا من

بركاتهما

آمين

﴿ وبالهامش كتاب ادعية الحج والعمرة وما يتعلق بهما ﴾

﴿ جمع العلامة قطب الدين الحنفي اثابه الله الثواب الوفي ﴾

«الطبعة الاولى»

بمطبعة الترقي الماجدية بمكة المحمية

على نفقة المكرم الشيخ محمد ماجد الكشميري المكي الكتبي

سنة ١٣٢٨ هجريه

الامكنة والله سبحانه وتعالى أعلم (واذا فرغ من الزيارة يأتى المنبر) اى قربه فيدعو عنده لحديث ما بين قبرى ومنبرى روضة من رياض الجنة وأما ما ذكره من اخذ رمانته فلا أثر لها اليوم ولا خبر لمكانها لانه فات فى الحريق الثانى للمدينة وما حولها (ويأتى الروضة) اى من موضع المحراب وغيره (فيكثر فيهما من الصلاة) أى بنوعيها (والدعاء) أى المقرون بالحمد والثناء (وعند الاساطين الفاضلة) كما سيأتى فى بيان محالها مفصلة

﴿ فصل وليغتنم أيام مقامه بالمدينة المشرفة ﴾ فانها المستدركة من الايام السالفة (فيحرص على ملازمة المسجد) اى باجتهاده فى العبادة والجد فى الطلب الجد لاسيما فى حضور الصلوات الخمس للجماعة (والاعتكاف) اى الشرعى والعرفى (والختم) اى القرآنى (ولو مرة منه) فانه لا يستغنى عنه فى ذلك المحل الذى هو مهبط الوحى (واحياء ليله) اى احياء أكثر لياليه بعبادته فى أيام زيارته (وادامة النظر الى الحجرة الشريفة) أى ان تيسر (أو القبة المنيفة) ان تعسر قاً والتنويع (مع المهابة والخضوع) اى ومع الخشية والخشوع ظاهرا وباطنا (فانه) أى النظر المذكور (عبادة كالنظر الى الكعبة الشريفة) اى قياسا عليها حيث ورد كما رواه ابو الشيخ عن عائشة رضى الله تعالى عنها مرفوعا النظر الى الكعبة عبادة وروى الطبرانى والحاكم النظر الى علىّ عبادة فقيل معناه ان عليا رضى الله عنه كان اذا برز قال الناس لا اله الا الله ما أشرف هذا الفتى لا اله الا الله ما أعلم هذا الفتى لا اله الا الله ما أكرم هذا الفتى لا اله الا الله ما أشجع هذا الفتى فكانت رؤيته تحملهم على كلمة التوحيد كذا فى النهاية والحاصل ان كل ما يكون النظر اليه يدل على الحق ويشير اليه فهو عبادة كما روى ان أولياء الله هم الذين اذا رأوا ذكر الله (وليكثر من الزيارة) أى بلا كراهة (عند الائمة الثلاثة خلافا لمالك) ولعله رأى ان اكثار الزيارة سبب الملالة أو نظر الى ظاهر ما ورد من قوله اللهم لا تجعل قبرى عيدا وفى رواية وثنا يعبد ولعن الله اليهود اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد وامثال ذلك مما حمل بعض العلماء على نهى الزيارة مطلقا لهذه العلة ودليل الجمهور عمل السلف وحثه صلى الله عليه وسلم على مطلق زيارة القبور بعد نهيه عنها وما ذكره المصنف بقوله (لان الاكثار من الخير خير) والذى يظهر هو قول مالك كما يدل عليه حديث زر غبا تزدد حبا فان النبى أن ترد الابل الماء يوما وتدعه يوما ثم تعود ولانه أبعد من المشابهة المنهى عنها ثم الانسب أن يقال بجواز الزيارة فى اوقات الصلوات الخمس قياسا على ملازمة الصحابة له فى حال الحياة (ولا يمس عند الزيارة الجدار) أى لانه خلاف الادب فى مقام الوقار وكذا لا يقبله لان الاستلام والقبلة من خواص بعض أركان الكعبة والقبلة (ولا يلتصق به) أى بالتزامه ولصوق بطنه لعدم وروده (ولا يطوف) أى ولا يدور حول البقعة الشريفة لان الطواف من مختصات الكعبة المنيفة فيحرم حول قبور الانبياء والاولياء ولا عبرة بما يفعله العامة الجهلة ولو كانوا فى صورة المشايخ والعلماء (ولا ينحنى ولا يقبل الارض فانه) أى كل واحد (بدعة) أى غير مستحسنة فتكون مكروهة وأما السجدة فلا شك انها حرام فلا يغتر الزائر بما يرى من فعل الجاهلين بل يتبع العلماء العاملين (ولا يستدبر القبر المقدس) اى فى صلاة ولا غيرها الا لضرورة ملجئة اليه (ولا يصلى اليه) اى الى جانب قبره صلى الله عليه وسلم فانه حرام بل يخشى بكفره ان أراد به عبادته أو تعظيم قبره وهذا على تقدير امكان تصوره بان لا يكون بينه وبينه حجاب من جداره والا فلا تكره الصلاة خلف الحجرة الشريفة الا اذا قصد التوجه الى قبره صلى الله عليه وسلم ثم هذه الآداب كلها مستفادة من حكمه فلا ينبغى مخالفة

اكبر خمس عشرة مرة ثم تركع فتقولها وأنت راكع عشرا ثم ترفع رأسك من الركوع فتقولها عشرا ثم تهوى ساجدا فتقولها وأنت ساجد عشرا ثم ترفع رأسك من السجود فتقولها عشرا ثم تسجد فتقولها عشرا ثم ترفع رأسك فتقولها عشرا فذلك خمس
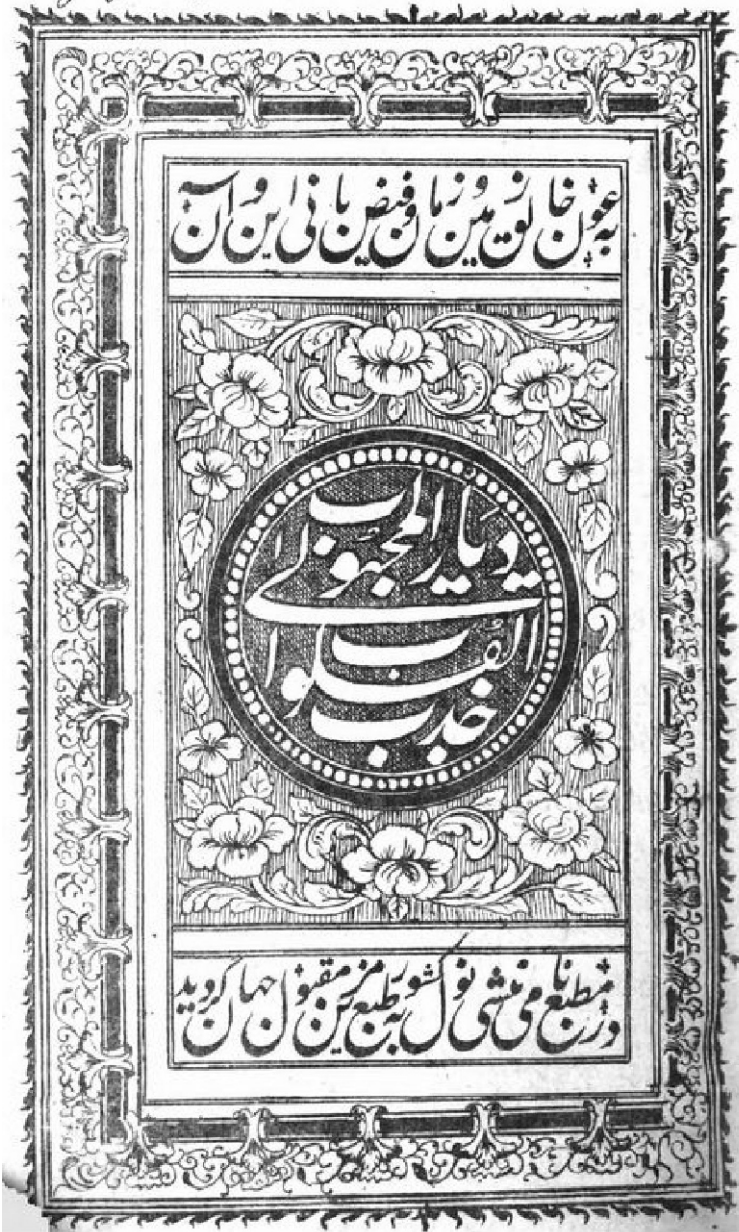
أمره

Juzbulqaloob
به عون خالق زمین و زمان و فیض بانی این و آن
جذب القلوب الی دیار المحبوب
در مطبع نامی منشی نولکشور بطبع رسید مقبول جهان گردید

در اول حجره بود داخل بیت عائشه رضی الله عنها از جرید نخل بر طبق سائر حجرات مصطفویه چنانچه معلوم
شد و چون دفن سرور انبیا صلی الله علیه وآله وسلم بموجب حکم الٰهی هم در حجرهٔ شریفه شد عائشه صدیقه
رضی الله عنها نیز در خانهٔ خود ساکن می بود و میان او و قبر شریف پرده نبود و در آخر بسبب جرأت و عدم
تحاشی مردم از در آمدن بر قبر شریف و برداشتن خاک از آن خانه را دو قسم ساخت و دیواری میان مسکن
خود و قبر شریف کشید و تا قبر عمر بن الخطاب رضی الله عنه در حجرهٔ شریفه نشده بود عائشه رضی گاه بیگاه بی وضع
که بودی بر قبر سرور انبیا و قبر صدیق اکبر رضی می در آمد بعد از آن که عمر رضی الله عنه را در آنجا نهادند دیگر در آن
حجابی و ملاحظه نمود و تا ستر کامل و پوشش تمام نمیکرد بر قبور نمی آمد و بعد از آن که امیر المومنین عمر رضی در مسجد
زیادت کرد حجره را از خشت خام بنا کرد و تا زمان حدوث عمارت ولید این حجره ظاهر بود و عمر بن عبد العزیز
بحکم ولید بن عبد الملک آن را هدم کرد و بحجارهٔ منقوشه بر آورد و بر خارج بر آن حظیرهٔ دیگر بنا کرد و در حظیره هم از پیش
دروازه نگذاشت و بعضی گفته اند که بجانب شام بابی دارد بسته و تحقیق جان قول اول است از عروه
روایت میکنند که وی بر عمر بن عبد العزیز گفت اگر حجرهٔ شریفه بر حال خود گذارند و عمارتی گرد آن
بر آرند احسن باشد گفت امیر المومنین حکم چنین کرده است مرا خود امتثال آن چاره نیست و از محمد بن عبد العزیز
روایت آمده است که در وقت حفر اساس حجره قدمی ظاهر شد و بعد از تحقیق حال ظاهر شد که آن پای
امیر المومنین عمر رضی بود که بجهت ضیق مکان در بنای حجره افتاده بود زیرا که قول اصح در وضع قبور شریفه
آنست که سر ابوبکر صدیق رضی محاذی صدر شریف نبویست صلی الله
علیه وآله وسلم و سر عمر فاروق رضی محاذی سینهٔ ابوبکر رضی الله عنهما بدین شکل

صفت روضهٔ مطهرهٔ حضرت رسول الله
صلی الله علیه وآله واصحابه وسلم

الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوبا عندهم فی التوراة والانجیل

الحمد للہ والمنہ کہ حضرت ارحم الراحمین کے فضل و کرم سے کتاب مستطاب

بشارت محمدی

تالیف شریف عالم نبیل و فاضل جلیل حافظ قرآن خادم ...

جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش خبریاں لکھی ہیں —

بمقام لکھنؤ محلہ فراشخانہ ... تاریخ ... ماہ محرم ... ہجری

مطبع حسینی اثنا عشریہ میں سید عابد علی کے اہتمام سے چھپی

مسجد بڑھائی گئی اور آپ کے بیویون کے گھر اور حضرت عائشہ رضہ کا گھر جسمین
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اور حضرت ابوبکر رضہ اور حضرت عمر رضہ کی قبر ہے یہ
سب گھر مسجد مین داخل ہوگئے تب لوگون نے آپکی قبر کے آس پاس اونچے
دیوارین بنادین تاکہ مسجد مین قبر ظاہر نہو ایسا نہو کہ جاہل لوگ اوس طرف کو
نماز پڑھین اور وہ نوبت پہونچے جسکا ڈر ہے پھر قبر کے بائین طرف جو دو ستون تھے
وہان دو دیوارین بنائین اور دونون کو ترچھا کردیا کہ دونون مل گئین تاکہ کوئی
شخص قبر کیطرف منہ کرنے کا قابو نہ پاوے مولانا مجیر الدین رحمہ لکھتے ہین کہ شہر
حبرون بیت المقدس کے سامنے قبلہ کیطرف ہے اور وہ دیکھنے مین نہایت
خوبصورت اور نورانی ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مزار پاک پر اوس
آپکی بیوی حضرت سارہ علیہا السلام کے مزار پاک پر اور حضرت یعقوب علیہ السلام
کے مزار پاک پر اور آپ کے بیوی لیقا کے مزار پاک پر جو قبہ بنائی ہوئے ہین سو مجکو
خبر پہونچی ہے کہ قوم امیہ کے بادشاہون نے بنائی ہین اور مولانا احمد ابن حسن ترکی
شافعی رحمہ نے کتاب مصباح الظلام مین لکھا ہے کہ حضرت عمر رضہ نے جب ملک
شام کو فتح کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر پر اور اون کے سوا اور انبیاؤن
کے قبرون پر جو قبے تھے اونکو ڈھا دینے کا حکم نہین کیا اس سے معلوم ہوا کہ یہ
قبے پیچھے سے بنے تھے واللہ اعلم پادری جوزف لجیکب نے جو پاک کتاب کا جغرافیہ
لکھا ہے اوس مین لکھا ہے کہ وہ غار جو ممری کے میدان مین حبرون کو کھن
ہو رہا ہے جسکو ابراہیم علیہ السلام نے قبرستان کے لئے خریدا تھا آجکل وہان
ایک مسجد ہے جسمین یہودیون اور نصرانیون کو داخل ہونیکی پروانگی نہین ہے مولانا
مجیر الدین رحمہ لکھتے ہین کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی چاردیواری کے باہر پورب
کیطرف کر ایک مسجد ہے نہایت خوبصورت اور یہ مسجد امیر ابو سعید سنجر جاولی نے
بنائی ہے سن سات سو بیس مین بادشاہ ناصر محمد ابن قلاوون کیوقت مین اوس
مسجد کے پاس قبلہ کیطرف وہ باورچیخانہ ہے جسمین مجاورون اور مسافرون کے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بستان المحدثین (اردو)

تالیف

حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

ترجمہ

جناب مولانا عبدالسمیع صاحب

ناشر

میر محمد کتب خانہ مرکز علم و ادب آرام باغ کراچی

شرح کرمانی بر بخاری

یہ کتاب الکواکب الدراری کے نام سے مشہور ہے۔ ان کو طواف سے فارغ ہونے کے بعد مطاف شریف میں اس نام کا الہام ہوا تھا۔ ان کا نام محمد بن یوسف بن علی بن عبدالکریم کرمانی ہے۔ اور لقب شیخ شمس الدین ہے۔ آخر عمر میں بغداد کو اپنا مسکن بنالیا تھا۔ ۱۶ر جمادی الآخر ۷۱۷ھ میں پیدا ہوئے۔ اوّل اپنے والد بزرگوار (بہاؤالدین) کے پاس رہ کر علم حاصل کرتے رہے پھر قاضی عضدالدین یحییٰ سے استفادہ کیا۔ مدتِ دراز تک انہی کی صحبت میں رہے۔ بارہ سال تک اُن سے جُدا نہ ہوئے۔ اُس کے بعد شہروں کی سیاحت شروع کی۔ علمائے مصر۔ شام۔ حجاز۔ اور عراق سے مستفید ہو کر آخر بغداد میں بسترِ اقامت کھولا (مقیم ہو گئے) اور تیس سال تک وہیں درس و تدریس میں مشغول رہے۔ آپ کی حالت یہ تھی کہ دنیا داروں سے بہت گریز کرتے تھے۔ علمی مشغلہ پر کسی چیز کو ترجیح نہیں دیتے تھے۔ حُسنِ خُلق و تواضع میں یکتائے روزگار تھے۔ چونکہ ایک دفعہ کوٹھے (چھت) پرسے گر گئے تھے اور آپ کا ایک پاؤں بیکار ہو گیا تھا اس لئے عصا کے سہارے بغیر نہیں چل سکتے تھے۔ آخر عمر میں حج کا قصد کیا۔ حج سے فارغ ہو کر بغداد کی طرف (جس کو آپ نے اپنا مسکن بنالیا تھا) مراجعت فرمائی۔ اثنائے راہ میں ۱۶ر ماہ محرم ۷۸۶ھ کو بمقام روض مہنا آپ کا انتقال ہو گیا۔ وہاں سے اُن کی نعش بغداد پہنچائی گئی۔ آپ نے اپنے زمانۂ حیات میں ہی اپنے لئے قبر اور عاقبت خانہ حضرت شیخ ابو اسحاق شیرازیؒ کے مزار کے جوار میں بنالیا تھا اور اس کے اوپر ایک قبّہ بھی تعمیر کرالیا تھا۔ چنانچہ اُسی جگہ دفن کئے گئے۔

فتح الباری شرح بخاری

اور

مقدّمہ فتح البارِی

یہ دونوں کتابیں قاضی القضاۃ خاتم الحفّاظ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن محمود بن احمد ابن حجر الکنانی العسقلانی المصری الشافعی کی تصانیف ہیں۔ ابوالفضل

الجزء الخامس والعشرون

طبعة اولى : ١٣٥٦ هـ - ١٩٣٧ م
طبعة ثانية : ١٤٠١ هـ - ١٩٨١ م

دار إحياء التراث العربي
بيروت - لبنان

قابلِ مُطالعہ کِتابیں
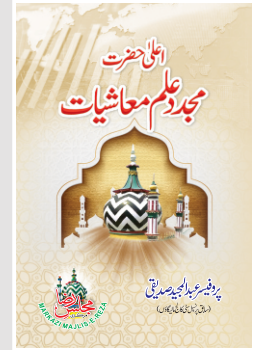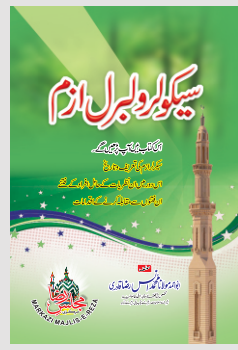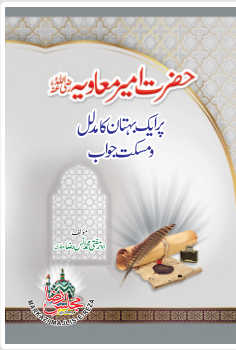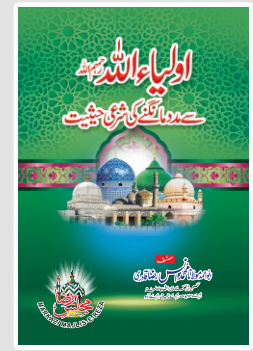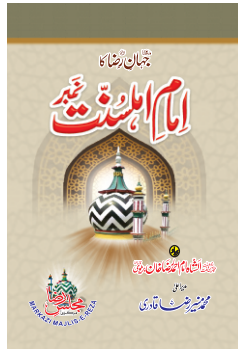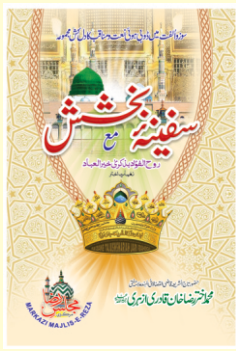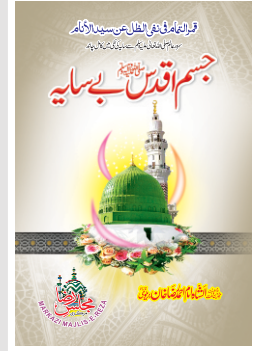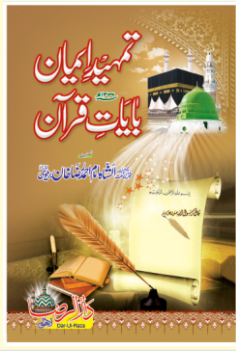
Email:muslimkitabevi@gmail.com